

الگ الگ واضح کر دیے۔ صبر کا خاصہ یہ ہے کہ جگر پر زیادہ سے زیادہ بار پڑے اور وہ خون ہو ہو کر بہتا جائے۔ مرزا پوچھتے ہیں کہ صبر کی آخری منزل پر پہنچنے تک میں دل کو کیونکر قابو میں لاؤں ؟

شعر میں بے تکلفی سے جتنی مناسبتیں جمع کر دی گئی ہیں، وہ دراصل اعجازِ سخنوری کا ایک کرشمہ ہیں۔

۴۔ شرح : عاشق محبوب سے اپنا حال بیان کر رہا ہے۔ محبوب کہتا ہے : فکر نہ کرو، میں تمہارے حال سے تغافل نہ برتوں گا۔ عاشق کہتا ہے : ”میں مانتا ہوں کہ آپ تغافل نہیں کریں گے، لیکن یہ بھی تو ظاہر ہے کہ جب تک آپ کو ہماری خبر ملے گی اور آپ ہمارے حال پر توجہ فرمائیں گے، اس وقت تک تو ہم ختم ہو کر نہ محض قبر میں جا سوں گے بلکہ ہمارا جسم بھی مٹی میں مل جائے گا۔“

شعر میں دراصل محبوب کے تغافل کا نقشہ نہایت پر تاثیر انداز اور نہایت دلنشین الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ کوئی مصوٰر اس ذہنی کیفیت کی تصویر نہیں کھینچ سکتا اور مرزا نے چند لفظوں میں اسے ایسا پرداز دے دیا ہے کہ ہر فرد کے سامنے پوری کیفیت آ جاتی ہے۔

۵۔ لغات۔ پر تو خور : سورج کا جلوہ، جس کی حدت اور تمازت شبِ بنم کو اڑا لے جاتی ہے۔

شرح : سورج کی روشنی شبِ بنم کے لیے فنا کا سبق ہے، یعنی کرنیں پڑتے ہی شبِ بنم کے قطرے اڑ اڑ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ گویا سورج کی کرنیں انھیں فنا کے مقام پر پہنچا دیتی ہیں۔ اے محبوب ! اسی طرح میری ہستی بھی عنایت کی صرف ایک نظر ہو جانے تک باقی ہے۔ جب آپ کی نظر عنایت مجھ پر پڑ جائے گی، جس طرح سورج کی کرنیں شبِ بنم پر پڑتی ہیں، میں بھی اسی طرح فنا کے گھاٹ اتر جاؤں گا۔

شاعر نے دوسرے مصرع میں کوئی معین مخاطب نہیں رکھا۔ بظاہر اس سے مقصود وجودِ حقیقی ہے، جس کی نظر عنایت تمام غیر حقیقی اور اعتباری ہستیوں کو اپنے